تصورِ ہجرت کا تحقیقی مطالعہ

رحمت اللہ احسن*

ABSTRACT:

Migration and Muhajir are two frequently used words in Quran, Hadith and other Islamic literature. As Migration or Muhajir is not a family or tribe, so neither any nationality or political and social identification can be established not any rights can be demanded. It is cherecter and spritual status, which is given value in Islam.

ہجرت اور مہاجر خالص دینی اور اسلامی لفظ ہے ان لفظوں کا استعمال بھی دینی اور اسلامی نقطہ نگاہ سے کیا جاتا ہے۔ اسلام کے علاوہ ان لفظوں کی پہچان شاذ و نادر ہی ہوگی۔ ہجرت اور مہاجر لفظ کو قرآن وحدیث اور ان کے بعد دینی لٹریچر میں استعمال کیا گیا ہے، ہجرت اور مہاجر لفظ کی بنیاد پر نہ تو کوئی قومیت کی بنیاد ڈالی جاسکتی ہے اور نہ کسی قسم کی سیاسی یا انتظامی شناخت بنائی جاسکتی ہے، نہ یہ خاندان اور قبیلہ ہے اور نہ ہی اس بنا پر کسی قسم کا کوئی حق مانگنا جائز ہے۔ یہ سب غیر اسلامی تعصبات ہیں۔ جن کی اسلام میں کوئی گنجائش نہیں۔ مہاجر ہونا ایک روحانی اور اخلاقی مقام ہے جس کا بڑا اونچا درجہ ہے اس کو مادی حقوق اور فوائد سے آلودہ کرنا اس کی توہین کرنے کے مترادف ہے۔

لفظ ہجرت کے معنیٰ

لفظ "ہجرت" کے لغوی معنیٰ ہیں: "چھوڑنا" یا "ترک" کرنا۔ اصطلاح میں اس سے مراد ہے: ناگوار حالات کے باعث ترک وطن کرنا۔(۱) اور ہجرت کے انگریزی میں Migration اور مہاجر لفظ کے معنیٰ ہیں (Emigrant, Migrator(۲ ہجرت دین کی خاطر کی جاتی ہے یعنی اپنے ایمان اور عقائد کے تحفظ اور دینی احکام پر آزادی کے ساتھ عمل پیرا ہونے کے لیے ایسی جگہ یا ایسے ملک کی طرف ہجرت کر کے جانا جہاں رہ کر آزادی سے اپنے دین پر عمل کیا جاسکے، جو شخص اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی خاطر ہجرت کرتا ہے یعنی اپنا گھر بار اور ملک صرف اور صرف اللہ تعالیٰ اور محمد ﷺ کے خاطر چھوڑتا ہے تو اصل میں وہی شخص اس ہجرت کے اجر اور ثواب کا مستحق بنتا ہے۔ نبی کریم ﷺ سے حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ روایت

* ریسرچ اسکالر، شعبۂ اصولِ دین، جامعہ کراچی، کراچی برقی پتا: rahmatullahahsan@yahoo.com
تاریخِ موصولہ: ۱۵/۰۱/۲۰۱۵ء

کرتے ہیں، امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ نے باب الامارۃ میں ذکر کیا ہے کہ:

عن عمر بن الخطاب قال: قال رسول اللہ ﷺ: انما الاعمال بالنیۃ و انما لامریء ما نوی فمن کانت ھجرتہ الی اللہ و رسولہ فھجرتہ الی اللہ و رسولہ و من کانت ھجرتہ لدنیا یصیبھا او امراۃ یتزوجھا فھجرتہ الیٰ ما ھاجر الیہ(۳) رواہ بخاری و مسلم

ترجمہ: عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: تمام اعمال کا دارومدار نیت پر ہے اور ہر شخص کو اس کی نیت کے مطابق جزا ملے گی۔ جس کی ہجرت اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کے لیے ہو تو اس کی ہجرت اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کے لیے ہے، اور جس کی ہجرت دنیا حاصل کرنے کے لیے یا کسی عورت سے نکاح کی غرض سے ہو تو اس کی ہجرت اسی چیز کے لیے ہے جس کے لیے اس نے ہجرت کی ہے۔

اس حدیث پاک میں نبی ﷺ ہمیں ہر عمل اور ہر قسم کے کام کو خالص اللہ تعالیٰ کی رضا اور خوشنودی کی نیت سے کرنا چاہیے۔ اگر عمل اللہ تعالیٰ کی رضا کے بجائے کسی اور شخص کی خوشنودی یا لوگوں میں عزت اور دنیاوی لالچ کے غرض سے کیا ہے تو نیت کی خرابی کی وجہ سے اس عمل کا کوئی اجر و ثواب نہیں ملے گا۔ اگر کوئی شخص ہجرت جیسا عظیم عمل محض اللہ تعالیٰ کی رضا اور اس کے رسول ﷺ کی اطاعت و محبت کے لیے کرے اس کی ہجرت اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کے لیے ہو تو یہ عمل اللہ تعالیٰ کے یہاں مقبول عمل ہے، اور وہ شخص اجر و ثواب کا مستحق ہے اور وہ رسول اللہ ﷺ کا اطاعت گزار اور فرمانبردار ہے، اور اگر ہجرت کرنے والے نے یہ عمل دولت کے لیے یا کسی عورت سے شادی کرنے کی لالچ میں کیا تو ایسی ہجرت اس کے لیے ہے جس کے لیے اس نے ہجرت کی اور اب اس شخص کو اس عمل کا کوئی اجر و ثواب نہیں ملے گا۔ حالانکہ یہ ہجرت ایک عظیم عمل ہے جس کے متعلق آنحضور ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے کہ:

ان الھجرۃ تھدم ما کان قبلھا (۴) یعنی ہجرت انسان کے پہلے گناہوں کو ختم کر دیتی ہے۔

امام نووی رحمۃ اللہ لکھتے ہیں کہ: **من قصد بھجرتہ وجہ اللہ وقع اجرہ علی اللہ، و من قصد بھا دنیا او امرۃ فھی حظ و لا نصیب لہ فی الاخرۃ بسبب ھذہ الھجرۃ** (۵) یعنی جو شخص اللہ تعالیٰ کے لیے ہجرت کرتا ہے تو اس کا اجر اللہ تعالیٰ کے ذمے ہے اور جو کوئی دنیا کے حصول یا کسی عورت سے نکاح کی نیت سے ہجرت کرتا ہے تو آخرت میں اس ہجرت کا کوئی حصہ نہیں۔

حافظ ابن حجر عسقلانی فتح الباری میں لکھتے ہیں: **افادت ان العامل لا یحصل لہ الا ما نواہ** (۶) یعنی عمل کرنے والے کو وہ ہی ملے گا جس کی اس نے نیت کی ہے ہجرت کا اجر اور ثواب اس شخص کو ملے گا جو اس ہجرت کی نیت کرتا ہے اور عملاً بذات خود ہجرت کرتا ہے اور بذات خود خالص نیت کے ساتھ ہجرت کرنے والے شخص کو دینی اصطلاح کے مطابق مہاجر کہا جائے گا اور اگر کسی نے ہجرت کی ہے اور نیکی اور اس کی کوئی نیت نہیں ہے تو ایسے شخص کو نہ مہاجر گردانا جائے گا اور نہ ہی وہ

شخص ہجرت کے اجر وثواب کا مستحق ہوگا۔

کیونکہ ہجرت بھی ایسا ہی عمل ہے جیسے نماز، روزہ جہاد اور حج وغیرہ یعنی نماز اور روزے کا اجر وثواب اس شخص کو ہی ملے گا جس نے نماز پڑھی اور روزہ رکھا کسی کو اس کے والدین کی وجہ سے نہ اجر وثواب ملے گا اور نہ ہی کسی کو اس کے والدین، بیوی، بچوں کی وجہ سے کوئی سزا ملے گی۔ اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں ارشاد فرماتے ہیں۔ وَ لَا تَكْسِبُ كُلُّ نَفْسٍ اِلَّا عَلَيْهَا ۚ وَ لَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِّزْرَ اُخْرٰى ۚ(۷) یعنی جو بھی کوئی عمل کریگا اس کا وبال اس پر ہی ہوگا اور کوئی کسی کا بوجھ نہیں اٹھائے گا۔

اسی طرح اگر کوئی شخص جہاد کرتا ہے اور جہاد کرتے ہوئے اللہ کی راہ میں شہید ہوجاتا ہے تو مجاہد اور شہادت کا اعلیٰ مرتبہ بھی اسی شخص کو ہی ملے گا جس نے بنفس نفیس جہاد کرتے ہوئے اپنی جان اللہ کے سپرد کی ہو۔ ایسا ہرگز نہیں ہے کہ مجاہد کے باپ یا بیٹے کو مجاہد یا شہید کہا جائے اور شہادت کے اعلیٰ درجے پر اس شہید کے بجائے اس کے بیٹے یا باپ کو فائز کیا جائے کیونکہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک اجر وثواب صرف اسی کا ہے جس نے خود وہ عمل کیا ہو، ٹھیک اسی طرح مہاجر لفظ بھی ایک اعلیٰ اور عظیم لفظ ہے اور اسی طرح ہجرت کے اجر وثواب کا مستحق بھی وہ ہی شخص ٹھیرے گا جس نے ہجرت کی ہے اور صرف وہ ہی مہاجر کہلائے گا۔

اور اللہ تعالیٰ کے نزدیک بھی مہاجر وہ شخص ہے جس نے بذات خود خالص نیت کے ساتھ ہجرت کی ہے جس طرح شہید کے باپ یا بیٹے کو شہید نہیں کہا جاسکتا اسی طرح مہاجر کے باپ یا بیٹے کو بھی مہاجر نہیں کہا جائے گا مہاجر کہلانے کا حق بھی وہی رکھتا ہے جس نے ہجرت کی اور اجر وثواب کا بھی وہ ہی مستحق بن سکتا ہے نہ کے اس کا باپ یا بیٹا کیونکہ جس طرح نماز، روزہ، جہاد اور دیگر عبادات کو اسی شخص کے ساتھ منسلک کیا جاتا ہے، جس نے انہیں ادا کیا ہو۔ اسی طرح ہجرت کرنے والے کو ہی مہاجر سمجھا جائے گا۔

لفظ ہجرت کا عربی زبان میں استعمال

ڈاکٹر محمود احمد غازی رحمۃ اللہ علیہ لفظ ہجرت کے تین مختلف معنی اور مفہوم لکھے ہیں:

۱۔ ہجرت کا ایک مفہوم یہ بھی ہے کہ کسی چیز کو ترک کردینا یا کسی چیز سے لاتعلق ہوجانا، قرآن پاک میں یہ لفظ اس مفہوم کے لیے متعدد بار استعمال ہوا ہے۔ سورۃ المزمل میں ارشاد باری تعالیٰ ہے: واھجرھم ھجرا جمیلا۔ مزمل آیت نمبر ۱۰۔ ترجمہ: ان سے اس طرح اچھے طریقے سے لاتعلق ہوجاؤ کہ تمہارا راستہ ان سے الگ ہوجائے ایک جگہ قرآن پاک سے لوگوں کی غفلت کا ذکر کرتے ہوئے بتایا گیا کہ روز قیامت اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں پیغمبر شکایت کریں گے اور عرض کریں گے کہ: وَقَالَ الرَّسُوْلُ يٰرَبِّ اِنَّ قَوْمِى اتَّخَذُوْا هٰذَا الْقُرْاٰنَ مَهْجُوْرًا۔ الفرقان آیت نمبر ۳۰۔

ترجمہ: اے میرے پروردگار میری اس قوم نے اس قرآن کو ترک کر دیا تھا۔ ایک اور جگہ ارشاد ہے: **والرجز فاهجر**۔ یعنی گندی باتوں کو ترک کردو، المدثر آیت نمبر ۵۔ ان سب آیات میں ہجر اور ہجرت کا لفظ ترک کے مفہوم میں استعمال ہوا ہے اور اس دور میں بھی ہجر اور وصل جدائی اور ملاپ کے معنوں میں استعمال ہوتا ہے اس میں بھی علیحدگی اور جدائی کا تصور موجود ہے۔

۲۔ عربی زبان میں ہجر کے دوسرے معنیٰ بدگوئی کے بھی ہیں، کوئی شخص اگر بدگوئی کرتا ہے تو اس کی گفتگو کے لیے عربی زبان میں **هاجرات، هجر، مهاجر، بفتح الميم** کے الفاظ استعمال ہوتے ہیں۔ یہاں بھی کسی چیز کو اس کی برائی اور ناپسندیدگی کی وجہ سے چھوڑ دینے کا مفہوم نکلتا ہے۔

۳۔ اسی طرح ہجر کے معنی شہر کے بھی ہیں اور اس مفہوم میں بھی جدائی کا تصور پایا جاتا ہے۔ ایک شخص صحرائی زندگی کی آزادی کو چھوڑ کر شہر میں آباد ہو جاتا ہے۔ اس عمل کے لیے بھی تھجر کی اصطلاح استعمال کی جاتی ہے اور شہر کے لیے بھی ہجر لفظ استعمال ہوتا ہے۔

ان تینوں مفہوموں میں چھوڑ دینے اور ترک کر دینے کا مفہوم مشترک ہیان تمام معانی سے ایک مفہوم جو مشترکہ طور پر ظاہر ہوتا ہے وہ یہ ہے کہ کسی جگہ، کسی مقام، کسی نظریہ یا کچھ لوگوں سے اس طرح جدا ہو جانا کہ ان سے بالکل علیحدگی ہو جائے، ہجرت کے مفہوم میں شامل ہے۔ قرآن پاک کی بعض آیات میں ہجرت کا لفظ اس جامع مفہوم میں استعمال ہوا ہے۔(۸)

اللہ اور اس کے رسول کی مطلوبہ ہجرت

نبی اکرم ﷺ کے فرمان سے مطلوبہ ہجرت اور مہاجر کے مفہوم کا پتا چل گیا۔ اللہ تعالیٰ اپنے رسول ﷺ کی بات اور فرمان کی تصدیق کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ: **و من یخرج من بیته مهاجرا الی الله و رسوله ثم یدر که الموت فقد وقع اجره علی الله**(۹) یعنی جو شخص بھی اپنے گھر سے اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی طرف ہجرت کرتے ہوئے نکلے پھر اسے راستے میں موت آجائے تو اس کا اجر اللہ کے ذمے ہوگا۔

نبی کریم ﷺ کا فرمان ہے کہ: **ان الله لا ینظر الیٰ اجسا مکم و لا الیٰ صور کم ولکن ینظر الیٰ قلوبکم و اعمالکم** (۱۰) بیشک اللہ تعالیٰ تمہاری شکل وصورت اور مال و دولت کو نہیں دیکھتا وہ تو تمہارے اعمال اور دلوں کو دیکھتا ہے۔

اللہ تعالیٰ کو جو چیز اپنے بندے سے مطلوب ہے وہ صدق دل سے کیا ہوا وہ عمل ہے جو صرف اور صرف اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کے لیے کیا گیا ہو چاہے وہ ہجرت ہی کیوں نہ ہو اسی لیے تو اللہ کے پیمبر ﷺ نے واضح کر دیا کہ: **فمنکانت**

ھجرته الی اللہ ورسوله فهجرته الی اللہ ورسوله یعنی جس شخص کی حقیقی معنیٰ میں ہجرت اللہ اور اس کے رسول کیخاطر ہے تو وہ ہی ہجرت اللہ اور اس کے رسول کے لیے ہے۔اور آپ نے یہ بھی واضح کر دیا کہ: **ومن کانت ہجرته لدنیا یصیبھا** یعنی جس شخص کی ہجرت دنیا کے لیے ہے تو اس شخص کو وہ چیز مل جائے گی جس کے لیے اس نے ہجرت کی ہے۔ یہاں پر آپؐ نے صاف الفاظ میں واضح کر دیا کہ جو جس نیت اور ارادے سے ہجرت کریگا اس کو وہ ہی ملے گا دنیا کے حصول کے لیے ہجرت کی ہے تو دنیا کے مادی فوائد حاصل ہونگے آخرت میں اجر وثواب نہیں ملے گا اور اگر آخرت کے اجر وثواب کی نیت سے ہجرت کی ہے تو اس کو آخرت میں اجر ثواب ملے گا۔

دنیا کے مادی فوائد کی توقع نہیں کرنی چاہیے اگر کوئی شخص جہاد جیسی عظیم عبادت میں کوئی اور نیت رکھتا ہے تو اس کا جہاد اعاوئے کلمۃ اللہ کے لیے نہیں ہوتا حرات ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ ایک دیہاتی رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں آیا اور کہا، ایک آدمی قتال کرتا ہے شہرت کے لیے، کوئی قتال کرتا ہے تعریف کے لیے اور کوئی مال غنیمت کے لیے اور کوئی بہادری دکھانے کے لیے؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جو شخص اس غرض سے لڑے کہ اللہ کا کلمہ بلند ہو تو وہی اللہ کی راہ میں ہے (۱۱) اسی بات کی وضاحت اور تاکید حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی اس روایت سے ہوتی ہے کہ: **ان رجلاً قال یا رسول اللہ رجل یرید الجہاد فی سبیل اللہ وھو یبتغی عرضا من عرض الدنیا؟ فقال النبیؐ لا اجر له**۔ یعنی ایک شخص نے کہا اے اللہ کے رسول ایک انسان جہاد کے لیے نکلتا ہے مگر وہ دنیا کا مال حاصل کرنا چاہتا ہے؟ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ: اس کے لیے کوئی اجر نہیں۔ (۱۲) سائل نے یہ سوال تین بار دہرایا رسول اللہ نے تینوں مرتبہ یہی جواب دیا کہ اس کے لیے کوئی اجر نہیں۔ان احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ انسان کتنا ہی بڑے سے بڑا عمل کیوں نہ کرے اگر اس کی نیت خالص نہیں تو اس کا وہ بڑا عمل بھی اسکو ہلاکت سے نہیں بچا سکتا بلکہ اس کے برعکس وہ عمل اس کو جہنم میں لے جانے کا سبب بنے گا۔

ہجرت، جہاد اور صبر

ہجرت، جہاد اور صبر کی اسلام میں بہت زیادہ اہمیت اور فضیلت ہے یہ تینوں آپس میں جڑے ہوئے ہیں جہاد ہجرت کے بغیر ادھورا ہے کیونکہ جہاد کے راستے میں اور جہاد کے لیے ہجرت لازمی کرنی پڑتی ہے اپنے وطن اور علاقے کو چھوڑ کہیں اور جگہ جانا پڑتا ہے۔ ہجرت اور جہاد کے لیے صبر ایک لازمی جز ہے۔ہجرت اور جہاد میں صبر کرنا ضروری ہوتا ہے۔ حتیٰ کہ اگر ہجرت اور جہاد میں صبر نہیں تو یہ دونوں اعمال بھی قابل قبول نہیں ہوتے، جاد کے دوران زخموں اور مصیبتوں پر صبر نہیں تو اس دوران آنے والی موت جنت کے بجائے جہنم میں لے جاتی ہے۔ اسی طرح ایک معرکہ مس ایک شخص بہت ہی بہادری اور شجاعت کے ساتھ لڑ رہا تھا صحابہ میں سے ہر ایک کا یہی خیال تھا کہ آج ہم سب سے زیادہ

اجر اور ثواب میں یہ شخص سبقت لے گیا ما اجر امنا الیوم احد کما اجر افلان تو اس پر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ یہ تو جہنم میں جائے گا۔ اما انه من اهل النار۔ ان مس گ سے ایک شخص نے اس کا پیچھا کیا وہ جس سمت بھی جاتا اس کا پیچھا کرتا آخر کار ایسا وقت آیا کہ یہ بہادری اور شجاعت سے لڑنے والا زخموں سے چور ہو گیا اور تلوار نکال کر اپنا کام تمام کیا۔ فجرح الرجل جرحا شديدا فاستعجل الموت (۱۳) اس لیے جہاد کے اجر و ثواب کو حاصل کرنے کے لیے آخری لمحے تک صبر کی ضرورت رہتی ہے اگر جہاد اور ہجرت میں صبر سے کام نہ لیا گیا تو یہ اعمال بھی ضائع ہو جائیں گے، اس لیے ہجرت، جہاد اور صبر لازم ملزوم ہیں۔ جہاد ہجرت کے بغیر نہیں اور ہجرت کا اجر ثواب تبھی حاصل ہوگا جب ان دونوں میں صبر پایا جائیگا قرآن مجید میں جہاد اور ہجرت کرنے والوں کا عظیم درجہ بتایا گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے کہ: **الذين امنوا وهاجروا وجاهدوا في سبيل الله باموالهم وانفسهم اعظم درجة عند الله واولئك هم الفائزون** (۱۴) یعنی جو لوگ ایمان لائے اور انھوں نے ہجرت کی اور اللہ کی راہ میں اپنے مالوں اور اپنی جانوں سے جہاد کیا وہ اللہ کی بارگاہ میں عظیم مرتبہ رکھتے ہیں اور وہی لوگ کامیاب ہیں۔

اسی طرح اللہ تعالیٰ نے ہجرت، جہاد اور صبر کا ذکر ایک ساتھ کیا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ: **ثم ان ربك للذين هاجروا من بعد ما فتنوا ثم جاهدوا وصبروا ان ربك من بعدها لغفور رحيم** (۱۵) یعنی پھر آپ کا رب ان لوگوں کے لیے جنھوں نے آزمائشوں میں مبتلا کئے جانے کے بعد ہجرت کی پھر جہاد کیا اور ہر طرح کی پریشانیوں پر صبر کیا تو آپ کا رب اس کے بعد بڑا بخشنے والا نہایت مہربان ہے۔ اس آیت سے معلوم ہوتا ہے کہ ہجرت اور جہاد کا عمل اس وقت کارگر ثابت ہوگا جب ان کے راستے میں آنے والی تکلیفوں اور آزمائشوں کو صبر کے زیور سے آراستہ کیا جائے تب جا کر ہجرت اور جہاد کا ثمر آنا ممکن ہے ورنہ ہجرت اور جہاد کوئی معنیٰ نہیں رکھتے ہیں کیونکہ دونوں روح و جسم کے مانند ہے اگر صبر نہیں تو اور یہ بات بھی ذہن میں رہنی چاہیے کہ ان اعمال کے اجر و ثواب کے مستحق وہی حضرات ٹھہریں گے جو بذات خود یہ اعمال کریں گے ان اعمال کا ثواب نہ ان کے آباؤ اجداد کو ملے گا اور نہ ان کی آنے والی نسلوں کو ان کا ثواب دیا جائے گا۔ اسی لیے اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں واضح الفاظ میں فرمادیا کہ: **ان الذين امنو و اعملو الصلحات انا لا نضيع اجر من احسن عملا** (۱۶) بیشک جو لوگ ایمان لائے اور نیک عمل کیا یقینا ہم اس شخص کا اجر ضائع نہیں کرتے جو اس نے اچھا عمل کیا ہے اور نیک اعمال کرنے والوں کو یہ بھی تلقین کی گئی ہے کہ تقویٰ اور صبر کے ذریعے اپنے اعمال کو ضائع ہونے سے بچاؤ اگر تقویٰ اور صبر ہوگا تو اعمال ضائع ہونے سے بچ جائیں گے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے کہ: **انه من يتق و يصبر فان الله لا يضيع اجر المحسنين** (۱۷) یعنی بیشک جو شخص اللہ سے ڈرتا ہے اور صبر کرتا ہے تو بیشک اللہ نیکو کاروں کا اجر ضائع نہیں کرتا۔

صبر کے معنیٰ

الصّبرُ: بہادری، مصیبت خاموشی سے برداشت کرنا ہے(۱۸) جرجانی نے التعریفات میں صبر کی وضاحت اس طرح کی ہے **الصبر ھو ترک الشکوی من الم البلوی لغیر اللہ لا الی اللہ**(۱۹) یعنی مصیبت کے وقت تکلیف کی شکایت نہ اللہ تعالیٰ سے کرنا اور نہ کسی غیر سے انگریزی میں صبر کے معنیٰ (Patience) کی گئی ہے(۲۰) صبر کے معنی اور مفہوم کو ملحوظ رکھتے ہوئے ہجرت جہاد کے راستے میں آنے والی تکلیفوں اور مصیبتوں کو برداشت کیا جائیگا تو اجر اور ثواب کے حقدار ٹھہریں گے۔ہجرت کرنے والا شخص اپنے گھر بار اور وطن کو اللہ تعالیٰ کے خاطر چھوڑ کر اس جگہ کا رخ کرتا ہے جہاں پر وہ اپنے رب کے احکامات پر عمل کر سکے وہ اپنے وطن کو چھوڑنے کے ساتھ ساتھ ان باتوں اور ان کاموں کو بھی چھوڑ دیتا ہے جن سے بچنے کے لیے اللہ تعالیٰ نے حکم دیا تو پھر وہ حقیقی معنیٰ میں مہاجر کہلائے گا۔آپ ﷺ کا فرمان ہے کہ: **المسلم من سلم المسلمون من لسانہ ویدہ، والمھاجر من ھجر ما نھی اللہ عنہ**(۲۱) یعنی حقیقی مسلمان وہ شخص ہے جس کے ہاتھ اور زبان سے دوسرے مسلمان محفوظ ہوں اور حقیقی مہاجر وہ شخص ہے جو اللہ تعالیٰ کی منع کردہ باتوں سے دور ہو جائے۔اس حدیث کی رو سے ہجرت کی دو اقسام ہیں ایک ظاہری ہجرت ہے یعنی اپنے دین اور ایمان کی حفاظت کے لیے ایسی جگہ ہجرت کر جانا جہاں پر دین اور ایمان محفوظ رہے اور دوسری ہجرت کی قسم باطنی ہے۔یعنی ان باتوں کو چھوڑ دینا جن کی طرف انسان کا نفس اور شیطان اس کو بلاتا ہو۔ بلکہ حقیقی ہجرت وہ ہے کہ انسان ان چیزوں کو چھوڑ دے جن سے اللہ نے منع فرمایا ہے۔اسی لیے آپ ﷺ سے پوچھا گیا کہ: **ای الھجرہ افضل**؟ کونسی ہجرت افضل ہے؟ **قال: من ھجر ما حرم اللہ علیہ**(۲۲) آپ ﷺ نے جواب دیا کہ جو شخص اللہ کے حرام کردہ کاموں کو چھوڑ دے۔

مراجع وحواشی

(۱) المنجد عربی، اردو ص، ۱۱۱۵۔دارالاشاعت کراچی۔۱۹۹۴

(۲) الیاس انطون الیاس: قاموس الیاس العصری، عربی انجلیزی ص، ۷۵۰، بیروت، ۱۹۸۶

(۳) القشیری، مسلم بن حجاج، ابوالحسین، صحیح مسلم ص ۳۵۸، حدیث ۷۰۹۱۔دارالسلام، الریاض، ۲۰۰۰م

(۴) ایضاً ص ۶۵، حدیث نمبر ۱۲۱

(۵) النووی: یحیٰ بن شرف، ابوزکریا، المناہج شرح صحیح مسلم، ج ۳۱، صفحہ ۶۵، بیروت، ۲۰۰۷م

(۶) السقلاضنی: احمد بن علی بن حجر، فتح الباری، ج ۱، ص ۸۱، دارالسلام، الریاض ۲۰۰۰م

(۷) سورۃ الانعام، ۶ / ۱۶۴

(۸) غازی، محمود احمد، ڈاکٹر، اسلام کا قانون بین الممالک ص، ۲۳۷ تا ۲۳۸، شریعہ اکیڈمی، اسلام آباد، ۲۰۰۷م

(۹) سورۃ النسآء، ۴ / ۱۰۰

(۱۰) مسلم بن حجاج، ۱۱۲۴، حدیث نمبر ۲۵۴۶

(۱۱) العسقلانی، ایضاً، ج ۶ ص ۳۵، حدیث ۲۸۱۰، دار السلام، الریاض، ۲۰۰۰م

(۱۲) السجستانی، ابوداؤد سلیمان بن اشعث، سنن ابوداؤد، ج ۳، ص ۶۸، حدیث ۲۵۱۶، دار السلام، الریاض، طبع ۱۴۲۸ھ

(۱۳) العسقلانی، ایضاً، ج ۶ ص ۱۱۰، حدیث ۲۸۹۸

(۱۴) سورۃ التوبۃ ۹/ ۲۰

(۱۵) سورۃ النحل ۱۶/ ۱۱۰

(۱۶) سورۃ الکہف ۱۸/ ۳۰

(۱۷) سورۃ یوسف ۱۲/ ۹۰

(۱۸) المنجد، ایضاً ص ۵۵۴

(۱۹) الحنفی، الجرجانی، السید الشریف، التعریفات صفحہ ۹۴، دار المنار

(۲۰) الیاس انطون، ایضاً ص ۳۶۴

(۲۱) العسقلانی، ایضاً، ج ۱ ص ۴۷، حدیث ۱۰

(۲۲) السجستانی، ایضاً، ج ۲ ص ۱۵۷، حدیث ۱۴۴۹